أهل حديث كون ؟

ازقلم: جناب حافظ محمد عبدالاعلیٰ رحمانی ۔ لاہور

حضرات اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو خالص اللہ اور رسول ؐ کی تعلیمات اپنائیں اور عقیدہ وعمل میں اس محفوظ ترین راہ پر چلنے کی دعوت دیں ۔ اسی جماعت نے اسلام کی اصل شکل کو محفوظ رکھنے کیلئے اپنی زندگیاں کھپادیں ۔ جب امت شیعہ، خوارج، معتزلہ وغیرہ فرقوں میں تقسیم ہونے لگی تو یہ اہل سنت ہی تھے جنہوں نے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ کے ساتھ تمسک واعتصام کی دعوت دینا جاری رکھی ۔ پھر جب مختلف مکاتبِ فکر، فقہی گروہ بننا شروع ہوگئے اور اجتہاد شجرِ ممنوعہ قرار دیا جانے لگا اور یہ ضروری ٹھہرایا جانے لگا کہ کسی نہ کسی امام ومجتہد کا قول، اجتہاد، رائے اور قیاس کی روشنی میں ہی قرآن وحدیث کے بیان کردہ احکام سمجھے جاسکیں گے۔ کسی نہ کسی کی تقلید ضرور کی جائے گی ۔ یہ بھی کہا جانے لگا کہ حق صرف چار فقہاء تک محصور ہو چکا ہے ۔ جو کسی کی بھی تقلید کو لازم نہ سمجھے گا وہ گمراہ ہوگا ۔ گویا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ پر عمل کرنا گمراہی ٹھہرا ۔ (العیاذ باللہ)

حالانکہ یہ بالکل بے بنیاد بات ہے، جس بات کو اللہ اور رسول ؐ نے لازم قرار نہیں دیا ۔ کتاب وسنت میں جس بات کا کوئی ذکر تک موجود نہیں، جسے کسی صحابی رسول ؐ نے لازم کیا، اور نہ خود ان بزرگ آئمہ وفقہا نے لازم قرار دیا ہے، جن کی تقلید واجب سمجھی جاتی ہے، تو بتایئے یہ دین میں ناقابل برداشت اضافہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

کلمہ میں صرف دو باتوں پر ایمان لانا مذکور ہے ۔ ایک اللہ کی وحدانیت اور دوسری رسالتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کا اقرار واعتراف ۔ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا معنی ہے کہ اللہ و رسول اللہؐ کے ساتھ کسی اور کو مطاع ومقتداء کی حیثیت سے شامل نہ کیا جائے ۔

جبکہ قرآن کریم میں جابجا اللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ۔ کسی تیسرے کی غیر مشروط اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا ۔ ایک جگہ اطاعت اُولی الامر کا حکم بھی آیا ہے مگر ساتھ ہی یہ شرط بھی ہے کہ اختلاف کی صورت میں معاملے کو اللہ ورسول ؐ کی طرف لوٹا دو ۔ یہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی نشانی

ہے۔ ﴿فإن تنازعتم فی شئ فردوہ إلی اللہ والرسول إن کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الآخر ذالک خیر وأحسن تاویلاً﴾

جس کا صاف مطلب ہے کہ اصل وغیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول ؐ کی ہے، باقی سب کی فرمانبرداری ان معاملات میں ہے جن میں وہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کے طریقے کو محفوظ رکھیں مگر جہاں اختلاف ہو جائے وہاں ان کی بجائے باری تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں خالق کی اطاعت کی بجائے نافرمانی ہوتی ہو وہاں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے:
(لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق)

خلیفہٴ اول حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے خطبے میں فرمایا تھا: ''لوگو! میری اطاعت اس وقت تک ہے جب تک میں اللہ و رسول ؐ کے طریقے پر چلتا رہوں۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ و رسول ؐ کے بعد کوئی ایسا شخص ہے بھی نہیں جس سے غلطی نہ ہوئی ہو یا نہ ہوسکتی ہو اور جس کی ہر بات ماننا ضروری ہو، اسی لئے ان تمام آئمہ مجتہدین، جن کے نام پر بدقسمتی سے فرقے اور مذاہب بن گئے ہیں ان سب نے یہی فرمایا ہے کہ اگر رائے، اجتہاد اور قیاس حدیثِ صحیح کے خلاف ثابت ہو جائے (جو انہونی بھی نہیں) تو اسے ترک کر کے حدیثِ رسول اللہ ﷺ کو مانو۔ یہی بات حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ، امام اوزاعی (رحمھم اللہ) اور تمام خادمان دین نے اپنے عقیدتمندوں اور شاگردوں سے فرمائی: جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول ہے: ''اترکوا قولی بخبر رسول اللہ ﷺ'' اور یہ بات ویسے بھی ناممکن ہے کوئی بھی ہوشمند آدمی جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے مقام و مرتبہ سے واقف ہے جسے قیامت کے دن جوابدہی کا احساس ہے وہ ہرگز یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ لوگوں سے کہے کہ تم رسول ؐ کی حدیث و سنت چھوڑ کر ہماری بات مانو اگر کوئی یہ کہے تو وہ ایمان سے ہی محروم ہو جائے گا، مگر افسوس کہ اساتذہ اور بزرگوں سے حد سے بڑھی ہوئی عقیدت و محبت نے ان تمام خادمانِ دین کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا، اور وہ بات لازم کردی جسے اللہ و رسول اللہ ﷺ نے لازم قرار دیا اور نہ ہی اسلافِ امت نے اس کی تائید کی، مگر شخصیت پرستی کی وہ افسوسناک روش جس نے پہلی امتوں کو غضبِ الٰہی کا حقدار بنا دیا تھا، اسی عادتِ غلوّ کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوگوں نے مختلف ناموں سے فرقہ بندیاں پیدا کرلیں۔

ان حالات میں جب امت نظریاتی اور عملی طور پر مختلف فرقوں میں بٹ کر رہ گئی تھی رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق: (**لاتزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق، لايضرهم من خذلهم....**) ترجمہ: ''میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، جس کی بے تحاشا مخالفت اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔'' یہ گروہ شروع ہی سے موجود ہے اور قیامت تک رہے گا اس کی نشانی رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر قائم رہے گا، کیا صحابہ کے طریقے پر رہنے کا مطلب یہ ہے کہ نئی نئی فرقہ بندی بنالی جائے؟ الگ الگ فقہ مرتب کر لی جائے؟ ہرگز نہیں...صحابہؓ کے طریقے پر جمے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے صحابہؓ صرف اور صرف اللہ اور رسولؐ کے احکام کی پیروی میں نجات سمجھتے تھے، اپنے مسائل کا حل کتاب اللہ وسنت رسول اللہؐ سے تلاش کرتے تھے، اختلاف کی شکل میں حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے مثلاً:۔

صحابہؓ کے دور میں بھی جب کسی نے خلافِ سنت کام کیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سے استدلال کرتے ہوئے اس سے نفرت کا اظہار کیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے دور میں کوفے میں صوفیوں کا حلقۂ ذکر قائم ہو گیا تھا حضرت ابن مسعودؓ نے انہیں سخت تنبیہ کی اور مسجد سے نکلنے کا حکم دیدیا تھا اور فرمایا: ''کیا تم اصحابِ محمدؐ سے زیادہ ہدایت والے ہو گئے ہو؟'' ایک آدمی نے مجلس میں چھینک آنے پر بجائے ''الحمدللہ'' کہنے کے ''السلام علیکم'' کہا تو حضرت سالمؒ نے سختی سے اسے روکدیا کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ کی موجودگی میں ایک عورت نے کہہ دیا کہ اگر عبدالرحمان کے گھر بچہ پیدا ہوا تو ہم عقیقہ میں اونٹ ذبح کریں گے۔ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: ''ہرگز نہیں! عقیقہ میں صرف دو بکریاں ہی ذبح ہونگی۔ اونٹ نہیں کیونکہ سنت بکریاں ہیں۔'' حضرت ابن عمرؓ نے دیکھا کہ مؤذن نے اذان کے بعد اعلان کرنا شروع کر دیا ہے تو انہوں نے روک دیا کہ اذان کافی ہے، عید کی نماز سے قبل ایک آدمی نے نوافل پڑھنا چاہے تو حضرت علیؓ نے روک دیا۔ وہ کہنے لگا: ''کیا مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دے گا۔'' حضرت علیؓ نے فرمایا: ''نماز پر تو نہیں رسول اللہؐ کی سنت کی مخالفت کرنے پر۔''

اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ہر موقعہ پر سنتِ رسول اللہؐ کو مقدم رکھا اور اس کے مقابلے میں کسی کا لحاظ نہ کیا۔ اب یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں رہا کہ صحابہؓ کے طریقے پر کون قائم ہے؟ کون ہے جو ہر مسئلہ میں حدیثِ رسول اللہؐ پیش کرتے ہیں اور کون ہیں جو حدیث کی بجائے اپنے

امام، مفتی اور مولانا اور مرشد کی رائے یا عمل پیش کرتے ہیں؟

کون ہیں جو ایک ہی نظریہ رکھنے کے باعث متحد ہیں اور کون ہیں جو ایک امام کی فقہ کی طرف منسوب ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے سخت دشمن اور مخالف ہیں۔ ایک دوسرے پر کفر و شرک یا گستاخیٔ رسولؐ کے غیر مہذب فتوے جڑتے ہیں۔ یہ تو بڑی سادہ سی بات ہے کہ جو لوگ اپنے مسائل کیلئے حدیث رسول اللہؐ کی طرف رجوع کا مشورہ دیں تو (ما أنا علیہ و أصحابی) کے معیار پر ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ حدیثِ رسولؐ کی بجائے مختلف فقہوں، اقوالِ آئمہ کا حوالہ دیں وہ فرقہ ہیں، اہل سنت سے کٹ جانے والے ہیں۔

اگرچہ ہر آدمی اس بات کا مدعی ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے طریقے کا پیروکار ہے۔ لیکن عملی طور پر جب بات آتی ہے تو یہ کہہ کر جان چھڑالی جاتی ہے کہ فلاں امام نے بھی اللہ و رسولؐ کی حدیث کی روشنی میں یہ بات کہی ہے۔ کہ ان کا یہ دعوی کہ وہ بھی اللہ و رسولؐ کی پیروی کرتے ہیں پوری طرح صحیح نہیں ہے۔ اصل میں ہر فرقہ کسی نہ کسی امتی کی تقلید کی طرف دعوت دیتا، اپنے کسی پیر و مرشد کی گدی کے فضائل و مناقب بیان کرتا ہوا نظر آئے گا۔ ہر فرقے کے نزدیک کوئی نہ کوئی بزرگ اس کے فتاوی اس کے اجتہادات، اس کی طرف منسوب جھوٹی کرامات، اس کا شہر، اس کی قبر وغیرہ مقدس ہوتی ہے، جس کی طرف وہ دعوت دیتا نظر آئے گا۔

مگر مذاہب و مسالک کی اس منڈی میں ایک ایسی مظلوم جماعت آوازۂ حق بلند کرتی ہوئی نظر آئے گی جس کی مقتدا و مطاع ایک ہی ذات گرامی ہے۔ جس کا کلمہ تو سارے مسلمان پڑھتے ہیں مگر پیروی امتیوں کی آراء کی کرتے ہیں۔ اس جماعت کے نزدیک صرف اس کی بات غیر مشروط طور پر قابل قبول ہے۔ جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے: ﴿وما ینطق عن الهوی، ان هوا لا وحی یوحی﴾ ترجمہ: ''وہ اپنی خواہش سے نہیں بلکہ اللہ کی وحی سے بولتے ہیں۔'' گویا اہل حدیث کوئی فرقہ نہیں بلکہ عمل بالکتاب والسنہ کی ایک مستقل تحریک ہے۔

اس جماعت کے نزدیک کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا ہی اسلام کا راستہ ہے جس کی وصیت رسولِ رحمتؐ نے خود فرمائی تھی کہ میں تم میں دو حکم چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان کی پیروی کرتے رہو گے، گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور آپ ﷺ کی سنتِ محبوبہ ہے۔ (ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنتی)

اس جماعت کو رافضی شیعہ کے مقابلے میں اہل سنت ،اصحاب الرائے کے مقابلے میں اصحاب الحدیث ،خوارج ،معتزلہ،منکرین حدیث و دیگر گمراہ فرقوں کے مقابلے میں سلفی ،اہل الاثر وغیرہ کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ؎ پھول کا جو مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں اسے

یہی وہ جماعت ہے جو امت کو فرقہ واریت کی لعنت سے بچنے اور اللہ و سنتِ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے کی دعوت دیتی ہے جو اصحاب رسولؐ کے راستے یعنی سنت رسولؐ پر عمل کرنے کو ہی صحیح راستہ جانتی ہے۔اس جماعت نے ہمیشہ ہر قسم کی فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر خاتم النبیین ﷺ سے مکمل وابستگی اور اللہ و مصطفیٰ ﷺ سے پوری وفاداری کو اصل ایمان قرار دے کر پوری امت کو متحد ہونے کی دعوت دی ہے۔ تعداد میں تھوڑے ہونے کے باوجود اپنوں پرائیوں کی شدید مخالفتوں اور ہزار رکاوٹوں اور سخت مظالم کے باوجود ہمیشہ کلمۂ حق بلند کیا ہے اور اپنے مشن رجوع الی القرآن والسنہ کو جاری رکھا۔ یہ وہی مقدس گروہ ہے جس کے سرخیل اصحاب رسول ﷺ تمام فقہاء امت ،تمام اولیاء و سلف صالحین ہیں ،کیونکہ انہوں نے وہی دعوت دی جو یہ جماعت دیتی ہے کہ اپنی تمام قسم کی وابستگیاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے وابستہ کرنے میں ہی نجات ہے۔ یہی دعوت ، یہی منہج ، یہی پروگرام ، یہی تحریک ، یہی مطالبہ ، یہ عقیدہ و عمل آج بھی اسی جماعت ہی کا ہے۔ یہ لوگ اتباع سنت سے شدید محبت کی وجہ سے آج بھی تمام مدعیانِ اسلام سے ممتاز اور منفرد کردار کے حامل ہونے کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ اگرچہ لوگ ان کے بارے میں طرح طرح کی تہمتیں تراشتے ،جھوٹی باتیں ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور طرح طرح کے برے القابات سے انہیں نوازتے نظر آئیں گے تاکہ وہ سادہ لوح لوگوں کو حق پرستی کی راہ سے روکے رکھیں۔ یہی لوگ ﴿یصدون عن سبیل اللہ﴾ ''اللہ کے راستے سے روکنے'' کا مصداق بنتے ہیں۔ مگر اس جماعت کی فکری اصابت ، مشن کی سچائی ،عقائد کی صداقت ،عمل کا احترام اور تحریکِ حریتِ فکر کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ ان کی مقبولیت دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے۔ یہی حق کی نشانی ہے کہ (لایضرھم من خذلھم) کہ وہ کسی کے دبائے دبتا نہیں ،کسی کے جھکائے جھکتا نہیں اور کسی کے روکے رکتا نہیں ، بلکہ حق اپنا راستہ اللہ کی مشیت سے خود ہی تلاش کر لیتا ہے۔

اہل حدیث کے نام اور اصطلاح سے عرب و عجم بڑی اچھی طرح واقف ہیں۔ ان کے بارے میں باطل پرستوں نے جو جھوٹ پھیلایا ہوا ہے۔ جس طعن و تشنیع کا انہیں نشانہ بنایا ہوا ہے۔ پڑھا لکھا اور سنجیدہ طبقہ

ان بے بنیاد الزامات اور الزامات لگانے والوں کے کردار و عمل سے اچھی طرح واقف ہے، مگر سادہ لوح مسلمانوں تک اس جماعت کی صحیح پہچان کرانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ لوگ جنہیں ڈرا رکھا ہے کہ ان کے قریب نہ جانا، ان کی بات نہ سننا، وہ بیچارے سہمے ہوئے ہیں، ڈرے ہوئے ہیں، ان کے عقیدہ و عمل کے بارے میں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ان کا عقیدہ کسی امتی کا گھڑا ہوا عقیدہ نہیں بلکہ یہ خالص اللہ و رسولؐ کا پیش کردہ عقیدہ ہے۔ خالص ارشاد نبوی ہے: ''جس میں کوئی ملاوٹ نہیں کی گئی بلکہ خالص اللہ و رسول سے وفاداری کی بنیادوں پر مبنی ہے۔

اگر کوئی اتنی گہرائی میں نہ بھی جائے بلکہ سادگی کے ساتھ ہی اس جماعت کے عقیدہ و عمل کو پرکھ لے تو اسے معلوم ہو جائے کہ صرف یہی ایک جماعت ہے جس کی دعوت بالکل واضح، مشن بالکل صاف ستھرا اور ہدف بہت ہی سیدھا مگر عظیم ہے۔ جس میں کوئی اونچ نیچ نہیں، کوئی اینچ پیچ نہیں، فلسفیانی یا منطقی موشگافیاں نہیں، سمجھ میں نہ آنے والا کوئی پہلو نہیں۔ سیدھی سی بات ہے، دوحرفی تعارف ہے کہ نجات صرف اللہ و رسولؐ سے وابستگی میں ہے۔ کسی کو اللہ کی عبادت میں شریک نہ کرو اور کسی کی بات کو حضرت محمد ﷺ کی حدیث و سنت پر ترجیح نہ دو، کوئی کتنا بھی بڑا ہو، کتنا ہی مقدس کیوں نہ ہو، کتنا بڑا عالم ہو، فقیہ ہو، مجتہد ہو، وغیرہ وغیرہ۔ مگر اللہ اور رسولؐ سے بڑا نہیں ہو سکتا اور بس۔

اس لحاظ سے جماعت اہل حدیث تمام مذاہب و مسالک میں اپنی ایک منفرد شان رکھتی ہے۔ جس کی دعوت محض لفظی اور جذباتی نہیں ہے، خالص عملی دعوت ہے۔ لیکن بقول مولانا محمد حنیف ندویؒ جس طرح کچھ افراد اور اشخاص مظلوم ہوتے ہیں، اسی طرح کچھ الفاظ، نام اور اصطلاحیں بھی ستم ظریفی کے ہاتھوں اپنا تشخص، روایات اور عظمتیں گم کر پاتی ہیں۔ اہل حدیث کی اصطلاح بھی ان میں سے ایک ہے۔ کہنے کو یہ ایک جماعت کا نام ہے جو طرح طرح کی غلط فہمیوں اور غلیظ الزام تراشیوں کا ہدف بنی ہوئی ہے۔ لیکن اگر حقیقت کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو یہ جماعت کوئی فرقہ، گروہ یا وقتی سیاسی یا سماجی تحریک نہیں ہے جسے زمانے کے اتار چڑھاؤ یا حالات نے پیدا کر دیا ہو، یا مذہبی بحث و جدل کی معرکہ آرائیوں نے جنم دیا ہو، بلکہ یہ باقاعدہ ایک فکر، دین کی سلجھی ہوئی تعبیر، فقہ و کلام اور تفسیر و تصوف کا ایک ایسا جانا پہچانا اسلوب ہے جس نے ہر دور میں اسلام کی اصل اور صاف ستھری تعلیمات کو پھیلایا ہے۔ سنتِ رسولؐ و حدیثِ نبوت کے گل کی آبیاری کی ہے، توحیدِ خالص اور سنتِ رسولؐ کی صحیح ترجمانی کی ہے اور شرک و بدعت کے تمام تر تصورات

اور رسومات وخرافات کے بوجھ سے امت کو نجات دلانے کا بیڑہ اٹھایا ہے اور ان کے غلط عقائد و رسومات کا پوری قوت وجرأتِ ایمانی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ جن کی وجہ سے امتِ مرحومہ پہلی امتوں کی طرح گمراہ ہو سکتی تھی اور ہو سکتی ہے۔

اس جماعت نے خاتم النبیین ﷺ ہی کو اپنا امام، رہبر و رہنما، مطاع و مقتدا مانا ہے۔ صرف آپؐ ہی کی سیرت کو اپنانے اور سنتِ رسولؐ کے مطابق زندگی گزارنے کی دعوت دی ہے۔ صرف اہل حدیث جماعت ہی وہ جماعت ہے جس نے اپنی کوئی گدی نہیں بنائی کہ جس سے منسلک رہنے کی لوگوں کو تلقین کی جاتی ہو۔ اس نے کبھی کسی عالم و رہنما کو معصوم عن الخطاء نہیں سمجھا کہ وہ جو کچھ کہے بے چوں و چرا اں مان لیا جائے۔ بلکہ ہمیشہ قرآن و حدیث سے دلیل کا مطالبہ کیا ہے۔ فقہی مسائل میں بھی دلیل کتاب و سنت سے لینے کا شعور پیدا کیا ہے۔ کتاب و سنت سے اگر کسی مسئلہ کی وضاحت نہ ہوتی ہو تو سلف صالحین، آئمہ حدیث، علماء ربانی کے اجتہادات و آراء میں سے جس کی رائے کتاب و سنت کے زیادہ قریب ہو بلا کسی ذہنی تخلط کے اسی کو اختیار کر لینے کی فکر کو عام کیا ہے تا کہ امت شخصیت پرستی اور اندھی تقلید کی نحوستوں سے محفوظ رہ سکے اور کتاب و سنت ہی کو اصل الأصول سمجھا ہے۔

نہ یہ مفقود الخبر کی بیوی کی مدتِ انتظار اپنے مقتداء و امام کے قول کے مطابق ایک صدی کے لگ بھگ ہے تو اس کے برعکس دوسرے امام کے معقول قول کو اختیار کرنے کیلئے سوسو تاویلیں اور دلیلیں دینی پڑیں، ہاتھ پاؤں سوج جائیں، غشی تک بات پہنچ جائے، دورانِ خون رک جانے کا اندیشہ پیدا ہو جائے۔ ایک مجلس کی تین طلاق کا قولِ امام تو بڑا عزیز ہے لیکن اس راہ میں جو حلالے کے نام سے عصمتوں کی بربادی اور عزتوں کی نیلامی ہوتی ہے اس کی پروا نہیں، یہ سب اسی تقلید کی مجبوری ہے اس اصرار و اغلال کو اپنے اوپر لادنے کا یہ نتیجہ ہے (وھم لا یشعرون) لیکن ... الحمدللہ! اہلحدیث کے ہاں ایسی کوئی مجبوری نہیں، نہ انہوں نے حق علم اور اجتہاد کو کسی مخصوص شخصیت پر منحصر کیا ہے۔ بلکہ اس بات کی دعوت دی ہے کہ حق کی انتہا تو صرف رسولِ عربی ﷺ ہی کی ذات تک ہے، باقی ساری امت کے اسلاف، آئمہ و محدثین، دینِ الٰہی کے خادم ہیں، مخدوم نہیں، وکیل ہیں جج نہیں، مطیع ہیں مطاع نہیں۔

یہ اتنی ستھری بات، اتنی بدیہی حقیقت، اتنی واضح تعلیم، اتنی فکر سلیم، صراط مستقیم کی اتنی سچی تعبیر، اتنا محفوظ طریقہ، اتنا سیدھا راستہ، اتنی معقول سوچ اور حبّ الہ و مصطفیٰ ﷺ کا صحیح روپ، سنتِ حبیبؐ کی بھرپور

اور عملی دعوت ہے کہ پوری امت کیلئے اس سے بہتر کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿و من أحسن قولاً ممن دعا إلی الله و عمل صالحاً و قال إننی من المسلمین﴾ (حم السجدة: ۳۳) ترجمہ: ''اور اس شخص کی دعوت سے بڑھ کر کس کی بات بچی ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور کہے کہ میں اللہ کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

مگر اس پاک نہاد جماعت کو کن کن غیر موزوں ناموں سے پکارا اور القابات سے نوازا گیا، کبھی ''وہابی'' کہہ کر عرب کے عظیم مصلح شیخ الاسلام ،،محمد بن عبدالوہابؒ،، کا پیروکار باور کرایا گیا۔ حالانکہ اہل حدیث کسی امتی کے ہرگز پیروکار نہیں ہیں، کسی کے مقلد نہیں ہیں، بلکہ وہ اتباعِ رسولؐ کی دعوت دیتے ہیں، بیشک شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہابؒ نے وہی کام کیا جو اہلِ توحید کا مشن ہے۔ یعنی مشرکانہ و مبتدعانہ رسومات وعقائد کا استیصال اور کتاب وسنت کی ترویج مگر... یہ حقائق تو قرآنی ہیں نہ کہ کسی کی تقلید کے محتاج اور وہابی کی اصطلاح تو استعمار کی ایجاد کردہ ہے، جو اس نے اہل توحید کے ہاتھوں مسلسل زک اٹھانے سے تنگ آکر وضع کی تھی تاکہ سادہ لوح عوام ان کا نام سن کر ان کے خلاف بھڑک اٹھیں۔

رفتہ رفتہ یہ لقب اہلِ توحید کی علامت بن گیا اور جہلاء بغیر سوچے سمجھے اس لفظ کو ہر اس شخص کے خلاف استعمال کرنے لگ گئے جس سے دشمنی مقصود ہوتی ایک مرحلہ بدقسمتی سے ایسا بھی آیا کہ جس دکاندار سے عاشق رسولؐ مولوی صاحب ادھار لے کر کھاتے رہے جب اس نے رقم کا تقاضا کیا تو ان صاحب نے فتوی جاری کردیا کہ یہ ''وہابی'' ہوگیا ہے بس پھر کیا تھا جہلاء کے ہاتھوں اس کی شامت آگئی۔ جب تک اس نے اس مذہبی رہنما کی سات پشتوں تک کو مفت کھلانے کی قسم نہیں بھری اس پر سے وھابیت کا لیبل نہیں اتارا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ یہ دوکاندار غیر مسلم تھا۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ سادہ لوح عوام کو کس طرح گمراہ کیا گیا ہے اور یہ مکروہ دھندا اب بھی جاری ہے۔

اسی طرح اہل حدیث کو غیر مقلد کہہ کر انہیں ائمہ وفقہاء کو نہ ماننے والے باور کرا کر اپنے فقہی مذاہب سے وابستہ لوگوں کو قرآن وسنت کی اتباع کے راستے سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ تقلید اپنی اصطلاح، تلفظ اور معنی کے لحاظ سے خود کوئی قابلِ تعریف چیز نہیں ہے۔ جس پر اتنا فخر کیا جاسکے اور اندھا نہ بننے والے کو قابل ملامت سمجھا جائے اور اسے غیر مقلد ہونے کا طعنہ دیا جائے کہ سمجھنے والا یہ سمجھے کہ غیر مقلد نہیں شاید غیر مسلم ہے۔ جبکہ تقلید کا یہ لفظ قرآن و حدیث میں قابلِ فخر معنوں میں استعمال نہیں ہوا اور نہ

لغتِ عرب میں۔ گلے میں "پٹکا" ڈالنا اچھا لفظ یا کام تو نہیں۔ بلکہ یہ انسانوں کے شایانِ شان بھی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کیلئے تو بالکل ہی غیر فطری چیز ہے کہ ان کی گردنوں پر وہ بوجھ پھر سے لاد دے جائیں جنہیں اتارنے کیلئے اللہ نے رحمت للعالمین ﷺ کو مبعوث فرمایا: ﴿ویضع عنھم اِصرھم والاغلال التی کانت علیھم﴾

اسی طرح فقہی لغت کے لحاظ سے بھی تقلید کوئی قابل فخر نہیں ہے کہ کسی امام کے قول کو قرآن و حدیث سے دلیل معلوم کئے بغیر لے لیا جائے، جس دین کی بنیاد دلائل پر رکھی گئی ہو اس کے پیروکاروں کو اندھی تقلید پر لگا دینا ان کے ساتھ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اس لئے قرآن و حدیث میں کہیں بھی تقلید کرنے کا حکم نہیں دیا گیا رہی یہ چیز فرائض کے زمرے میں آتی ہے، نہ سنت ہے نہ واجب، نہ مستحب اور نہ مندوب، غرضیکہ تقلید قرآن و حدیث کی رو سے بالکل اجنبی، غیر مذکور وغیر محمود راہ ہے جو اتباعِ رسولؐ کے مقابل کھڑی کی گئی ہے۔

مگر ہمارے ان مہربانوں کے ہاں تقلید اتنی محترم، مقدس چیز ہے کہ جونہی کسی نے اس انہونی کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اس کی قباحتوں کو بے نقاب کیا، اس کے مظالم سے شناسائی کرائی، اس کے نتائج سے خبردار کیا، تو ہر طرف سے شور اٹھا... ہاہا کار مچ گئی... پکڑو مارو کے نعرے بلند ہونا شروع ہو گئے، قرآن و حدیث کی عظمت پر آنچ آتی ہے تو آتی رہے۔ رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی کے مدمقابل امام بنا لئے جائیں۔ قرآن مجید و حدیث کو ناقابل فہم باور کرایا جائے، تو ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی مگر... تقلید کی عصمت پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہئے۔ اس کی بے حرمتی گوارا نہیں۔ حالانکہ یہ تقلید ہی ہے جس کی بے راہروی نے سنتِ رسولؐ کے تصور کو دھندلایا، جس نے امت میں فتنوں کا دروازہ کھولا، جس نے عصمتِ رسولؐ کے جذبے کو سرد کیا۔ جس نے بدعات و خرافات، شرک و قبر پرستی کو رواج دیا، جس نے اہلِ توحید سے اعلان جنگ کیا، جس نے امت کو زوال پذیر کیا، جس نے امتیوں کی آراء و اجتہادات کو حدیثِ رسولؐ سے بڑھا دیا، جس نے امتِ مسلمہ کو چار فرقوں میں بانٹ دیا، دین واحد کے چار ٹکڑے کر دیئے، ہر فرقہ نے پھر کئی فرقوں کو جنم دیا۔ ایک امام کے مقلدین آپس میں کفر و اسلام جیسے اختلاف رکھتے ہیں، جیسے دیوبندیوں اور بریلویوں کے اختلافات ہیں۔ حالانکہ دونوں ہی حنفی ہیں۔

اس کے علاوہ جن جن ملکوں میں تقلید رائج ہوئی وہاں کے مسلمانوں کا اخلاقی اور دینی زوالِ انتہا کو پہنچ گیا۔ وہیں فرقہ واریت بہت زیادہ ہوئی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے برصغیر میں ایران سے براستہ افغانستان

جو عسکری انقلاب آیا تھا، تقلید کا فتنہ وہیں سے پیدا ہوا ہے۔ایک امام کی تقلید کو فتنوں سے بچاؤ اور محفوظ راستہ قرار دینے والوں میں ان گنت فرقے پیدا ہوئے ہیں اور مسلسل پیدا ہو رہے ہیں۔قبر پرستی، استمداد غیر اللہ، ہندوؤں کی طرز پر شادی بیاہ کی رسومات اور مرنے جینے کے طور طریقوں کا رائج ہونا، نبیؐ کی حیات و ممات جیسے جھگڑوں کا جنم لینا وغیرہ۔ یہ سب کچھ تقلید کو اپنانے اور سنتِ رسولؐ سے منہ پھیرنے کا نتیجہ ہے۔

اگر اتباعِ رسولؐ کی دعوتِ فکر عام کی ہوتی تو امت عقیدے و عمل کی گمراہیوں میں مبتلا نہ ہوتی، کیونکہ اتباعِ رسولؐ کی بنیاد ہی کتاب و سنت ہے۔جس کی موجودگی میں کوئی شخص اتنی کھلم کھلا من مانی نہیں کر سکتا۔ جتنا اس فکر کے عام کرنے سے لوگوں میں حوصلہ پیدا ہوا کہ قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ جب تک کسی امام کی تقلید نہ کی جائے، بلکہ یہاں تک تعلیم دی جاتی ہے کہ براہ راست قرآن پڑھنا خطرناک اور حدیث کو کسی امام کی فقہ کی روشنی میں دیکھے بغیر اس پر عمل کرنا گمراہی ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

کتنی بڑی جسارت ہے ان لوگوں کی جو شہد کو زہر، تریاق کو سمِ قاتل، پھولوں کو کانٹے، نجات کو ہلاکت، آبادی کو بربادی، جنت کو جہنم قرار دیتے اور فرزانگی پر دیوانگی کی تہمت لگاتے ہیں۔

کبھی اہل حدیث کے بارے میں یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ وہ اولیاء اللہ کی کرامتوں کو نہیں مانتے۔اس طرح انہیں طرح طرح کے جھوٹے الزامات اور طعنوں کا نشانہ بنایا گیا۔حالانکہ اس قسم کی سب باتیں لوگوں کے ذہنوں کی اختراع ہیں یا غلط تعبیر،اہل حدیث کی دعوت خالص قرآن و سنت کی دعوت ہے اور بس۔

چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ علمائے اہل حدیث نے ہمیشہ غیر اسلامی رسومات اور غیر ثابت شدہ مذہبی طور طریقوں کی مخالفت کی ہے۔سوچئے تو سہی اس طرح انہیں مادی طور پر کیا فائدہ ہوتا ہے۔ یہی نا کہ کوئی شخص انہیں نذرانے نہیں دیتا، ایصالِ ثواب، چھوٹی بڑی گیارہویں شریف،عرس وغیرہ کے نام سے منعقد کی جانے والی کھانے پینے کی رنگ برنگی محفلوں سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا، پیری مریدی کی گدی نشینی سے جو اندھی کمائی ہوتی ہے، اہل حدیث کا دامن اس کمائی سے بحمد اللہ پاک ہوتا ہے۔ان کے معتقدین ان کے ہاتھ نہیں چومتے، پاؤں میں سجدے نہیں کرتے، نہ ہی عورتوں کو مرید بنا کر ان سے پاؤں دبواتے ہیں یا پیری مریدی کے نام سے مال دنیا جمع کرتے ہیں، نہ تعویذ گنڈے کے نام سے کاروبار چمکاتے ہیں۔غرض یہ کہ علمائے اہل حدیث اس قسم کے تمام ذرائع آمدنی کو حرام سمجھتے ہیں۔گویا خود انہوں نے اپنے اوپر ان تمام مادی ترقی و خوشحالی کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔جن کی وجہ سے اس وقت مذہبی کاروبار اور دکانداری

خوب گرم ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی! ان کو دنیوی طور پر آخر کیا مفاد ملتا ہے؟ جبکہ ان کا حقِ خدمت دیگر آئمہ وعلماء کی نسبت قلیل ہوتا ہے اوپر کے تمام ذرائع بھی نہیں ہوتے اس کے باوجود یہ لوگوں کو خالص قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور آج تک ایسا نہیں ہوا اور نہ کبھی ہوسکتا ہے کہ کبھی کسی اہل حدیث عالم، مدرس یا امام یامؤذن تک نے محض تنخواہ اور دنیاداری کے لالچ میں آکر مسلک اہل حدیث ترک کر کے پیری مریدی کی راہ اپنالی ہو، دلائل کے لحاظ سے تو اس بات کا امکان ہی نہیں کہ کوئی اہل حدیث عالم تو کیا کبھی عام اہل حدیث فرد نے بھی کسی کے دلائل سے متاثر ہوکر مسلک اہل حدیث چھوڑ کر کسی دوسرے مسلک کو اپنایا ہو، بلکہ ہمیشہ دوسرے مسالک کے ماننے والے ہی مسلک اہل حدیث قبول کرتے ہیں اور رنگ برنگی دنیا چھوڑ کر مادی لحاظ سے بالکل غیر نفع بخش اور خشک ترین ماحول کو اپناتے ہیں اکثر لوگ وہ ہیں جن کے آباؤاجداد اہل حدیث نہ تھے بلکہ تمام بدعات وخرافات کو سنت سمجھ کر ادا کرتے اور اپنے آپ کو سنی کہلواتے تھے۔ جب اللہ نے ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا تو انہوں نے راہِ حق اپنالیا۔

دنیوی لحاظ سے تو بے شک اہل حدیث مسلک غیر نفع بخش ہے لیکن اس لحاظ سے یہ لوگ خوش نصیب ہیں کہ اپنے آپ کو سنی کہلوانے والوں کی نسبت اس گئے گزرے دور میں بھی اہل حدیث سنن نبویہ کو عملی طور اپنانے کا شرف رکھتے ہیں اور یہی ان کی بڑی نشانی ہے، سماجی طور پر بھی انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر ان کی تمام عادات میں خالص نبوی طریقہ پایا جاتا ہے جو صرف جماعت اہل حدیث کا اعزاز ہے جب کوئی مسلک اہل حدیث قبول کرلیتا ہے تو بعض دفعہ پوری برادری سماجی طور پر بائیکاٹ کر دیتی ہے رشتے ناطے ختم کر لئے جاتے ہیں جب تک وہ نام کے سنی تھے جاہلیت پر پوری طرح کاربند، ہندوانہ رسومات بجالاتے تھے، سب ان پر خوش تھے لیکن جونہی انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ عملی طور پر اپنانے کا عزم کیا سب کے کان کھڑے ہوئے کس قدر ظلم کی بات ہے۔

راقم کے دادا جان میاں فضل الٰہی مرحوم محلہ سلطان ونڈ (امرتسر) کے ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور بڑی برادری والے پکے اہل سنت والجماعت کہلاتے تھے، برادری میں کسی کی میت پر لوگ جمع تھے کہ گاؤں کے انصاری قبیلے کے نیک دل آدمی نے (جس پر وہابیت کی تہمت لگی تھی) قل شریف پڑھنے والے میاں جی سے پوچھا کہ کیا قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہے؟ میاں جی ترنگ میں تھے بولے: بابا

آخر ہم کہاں سے کھائیں؟ یہ بات دادا مرحوم نے سن لی اور مزید کریدا تو مولوی صاحب کا جواب تھا میاں صاحب قرآن وحدیث کا تو ہمیں پتہ نہیں بس ہم نے تو اپنے بڑوں سے اسی طرح سنا ہے۔ اس بات پر دادا جی کا اشتعال میں آجانا فطری امر تھا۔ ہمارے مردے بخشوانے کے نام سے پیٹ تمہارے پلتے ہیں، اجاڑا ہمارا ہوتا ہے، جواب وہی دیتے ہو جو گمراہ لوگ دیا کرتے تھے ﴿ما وجدنا علیه أبائنا﴾ اس کے بعد کیا ہوا ایک لمبی داستان ہے۔ امرتسر کے مولانا نیک محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلک اہل حدیث قبول کرلیا ساری برادری نے ''بے دین، گستاخ، لامذہب'' ہونے کا فتوی دیا اور برادری سے خارج کردیا، اور جو بات اس میں اہم ہے وہ یہ کہ ایک روز بہت سے لوگ دادا جی کے پاس افسوس کرنے آئے کہ میاں جی! آج سے پہلے تمہارے کیا ٹھاٹھ تھے۔ آج اسی وہابیت کی وجہ سے اس انصاری کی ایک کٹیا میں پڑے ہوئے ہو، دادا جی نے جواب دیا بھئی تمہیں کیا بتاؤں وہ دولت چھن گئی اور اللہ نے مجھے وہ خالص دین کی دولت عطا کردی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اس امت کی طرف منتقل کیا تھا اور جس پر ابو بکرؓ و عمرؓ نے عمل کیا تھا۔ والد صاحب بتاتے ہیں اگر اللہ ان کی یہ ایک بات بھی قبول کرلے تو ان کے جنت میں جانے کیلئے کافی ہے۔ ان شاء اللہ

اہل حدیث کی خاص خاص نشانیاں یہ ہوتی ہیں جن کی وجہ سے لوگ ان کا بائیکاٹ کردیتے ہیں کہ اہل حدیث اپنی اولاد کی شادیوں میں ڈھول، گانے، سہرے بندی، کنجر بھانڈ نچانا، مہندی وغیرہ کی رسموں کو بجالانا شادی کی وڈیو فلم بنانا، میوزک بجانا، عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع کرانا، لمبے چوڑے جہیز کا مطالبہ اور ان کی نمائش کرنا، نیوندرا ڈالنا، کئی کئی دن تک شور وغل مچا کر لوگوں کی نیند حرام کرنا، لڑکی والوں کو جہیز کے نام پر لوٹنا حرام سمجھتے ہیں اور اس طرح کے تمام طور طریقوں کو خلاف شریعت جانتے ہیں۔ جبکہ اپنے آپ کو سنی اور تماشائی [illegible] والوں کے دم قدم سے ان رسومات اور ظلم کی دنیا آباد ہے۔ وہ اسے اپنی انا کا [illegible] ہیں۔ یہ نہیں کہ مہر تو لاکھوں میں لکھ دیا اور ایک دھیلا بھی ساری عمر ادا نہ کیا۔ اہل حدیث اسے موقع پر ہی ادا کرتے ہیں وہ شادی ہالوں میں بڑے بڑے اجتماع منعقد کرانے کو اسراف اور تبذیر سمجھتے ہیں بلکہ ان کی دعوت اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ نکاح کی محفل مسجد میں ہو اور تمام حاضرین کی حسبِ استطاعت مہمان نوازی کی جائے۔ اہل حدیث غیر مسنون دعوتوں، فضول خرچی کرنے کی بجائے ولیمہ کی مسنون دعوت کرتے ہیں کیونکہ یہی طریقہ ہمارے نبی ﷺ کا تھا۔ اہل حدیث بچے کی ولادت پر اور دیگر غیر اسلامی

رسومات کی بجائے سنت کے مطابق اس کا عقیقہ کرتے ہیں۔ برتھ ڈے منانا اور اس قسم کے غیر مسنون کاموں کو خلاف شریعت سمجھتے ہیں۔

اسی طرح مرنے والے کے وہ تمام حقوق ادا کرتے ہیں جن کی حقدار میت ہوتی ہے۔ سنت کے مطابق نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ اہل حدیث علماء وہ تمام مسنون دعائیں پڑھتے ہیں۔ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے پڑھا تھا۔ زیادہ تر اونچی آواز میں پڑھتے ہیں تاکہ مقتدیوں کو بھی دعاؤں میں شریک کیا جائے۔ اس سے کچھ ایسا پرسوز سماں بندھ جاتا ہے کہ پورا مجمع سسکیاں لے کر میت کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ میت کیلئے دعائے بخشش ضرور ہو چکی ہے۔ اہل حدیث علماء کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کرنے والے بڑے بڑے شیوخ الحدیث حضرات نے مسلک قبول کرنے کا اعلان کیا محض اس لالچ میں کہ ہماری نماز جنازہ بھی اسی طریقے سے ادا کی جائے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ 1990 میں بریڈفورڈ میں ایک نیک خاتون کی نماز جنازہ اس خاکسار نے پڑھائی تو برمنگھم کے ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ میں وصیت کر جاؤں گا کہ میری نماز جنازہ بھی آپ پڑھائیں۔ میں نے کہا کہ اللہ آپ کی عمر دراز کرے کل کی کون جانتا ہے؟

ماسٹر محمد بشیر جنجوعہ کو دوہرا صدمہ

ان کا بیٹا اور بہو حادثہ میں جاں بحق

اثر یہ مڈل سکول جہلم کے ٹیچر ماسٹر محمد بشیر جنجوعہ کو اس وقت دوہرا صدمہ اٹھانا پڑا جب ان کے برطانیہ میں رہائش پذیر بیٹے محمد یاسر اور بہو کو جو ان دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے نہر اپر جہلم میں حادثہ پیش آ گیا۔ واقعات کے مطابق مورخہ 5 ستمبر بروز جمعرات کو ان کا بیٹا اپنی اہلیہ کے ہمراہ اپنی ہمشیرہ کو ملنے بھمبر گئے تھے واپسی پر انہوں نے وہاں سے کار حاصل کی، جسے وہ خود ڈرائیو کر رہے تھے کہ اچانک تیز رفتاری کے سبب کار نہر میں جا گری۔ حادثہ میں دونوں میاں بیوی جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کچھ عرصہ قبل ان کی بیٹی جو کہ لیڈی ڈاکٹر ہیں کے خاوند بھی جواں سالی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بڑھاپے میں بڑے صدمات صبر جمیل سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین